عصر حاضر میں محنت واجرت کا تصور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

* محمود سلطان کھوکھر

** محمد ادریس لودھی

Abstract

Islam leads mankind in all spheres of life including economic sphere. Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) specially socialized His followers in context of labour and wages as its principles based on Islamic teachings fulfills the requirements of present era. The Philosophy of Islamic teachings has ensured rights and privileges of employer and employee. It is mandatory for the employer to pay wages to labour class without any delay similarly the working class should also render their services by considering just interests of the employer. This article presents analytical overview of labour and wages in the light of Sirah of Hazrat Muhammad (PBUH). Finally, this article proposes viable solutions and remedies of the issues related to working class.

Keywords: Labour, Wages, Islamic Concept of Labour and Wages, Working - Class Problems.

تعارف:

اسلام کا معاشی نظام عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ یہ تمام سماجی اور معاشی اداروں میں امیر اور مامور کے مابین کامل عدل وقسط کی تعلیم دیتا ہے۔اس معاشی نظام کا بنیادی مقصد غربت کا انسداد اور تمام انسانوں کو معاشی جدو جہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا ہے۔ چونکہ اسلام ایک دین فطرت ہے اسی لئے اس نے نہ صرف جدو جہد اور محنت ومشقت کو انسانی زندگی اور اس کی بقا اور سالمیت کے لیے بنیاد قرار دیا ہے بلکہ اس نے محنت و مشقت اور عمل پیہم کی بہت زیادہ فضیلت بھی بیان فرمائی۔

محنت سے مراد ہر وہ سعی وکشش ہے جو انسان کسی مقصد کے حصول کی خاطر سرانجام دیتا ہے۔اس میں

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

اسے مشقت کا احساس ہوتا ہے اور معاشی زندگی میں اس کا مقصد رزق حلال حاصل کرنا اور اپنی ضرورت پوری کرنا ہوتا ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

''محنت سے مراد انسان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کا عمل پیدائش میں حصہ لینا ہے''۔(۱)

ایک اور جگہ پر محنت کی تعریف یوں ہے:

''محنت سے مراد وہ تمام جسمانی اور دماغی کام ہیں جو بغرض حصول معاوضہ کیے جائیں۔(۲)

''محنت وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے بعض چیزوں سے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور ان چیزوں کو ان کی مناسب جگہ پر رکھا جاتا ہے''(۳)

انسان کو بہترین زندگی گزارنے کے لیے معاشی جدوجہد کا درس دیا گیا ہے۔ گویا انسانی زندگی کی ہر جزا و سزا کی اساس محنت ہے۔

محنت کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن کریم میں بھی انسانی زندگی کی کامیابی کے لئے محنت کو لازمی طور پر بنیادی اکائی قرار دیا گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَد(۴)

''درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا''

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے:

لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ(۵)

''ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر ہے''

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

کُلُّ نَفْسٍ م بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ(۶)

''ہر شخص اپنے کسب کے بدلے رہن ہے''۔

سورۃ الجمعہ میں ارشاد ہے:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ(۷)

''پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو''

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَاٰخَرُوۡنَ یَضۡرِبُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ یَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ(۸)

''اور کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں سفر کرتے ہیں''

ان آیات قرآنی میں اصولی طور پر زندگی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کی تمام تر بنیاد انسان کے اپنے عمل اور اس کی محنت پر ہے۔ جو کہ انسانی زندگی میں کامیابی کا راز تصور کی جاتی ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں بھی محنت کی فضیلت موجود ہیں۔

عظمت محنت اور احادیث نبوی ﷺ:

احادیث نبوی ﷺ میں بھی متعدد طریقوں سے انسانی محنت کی عظمت کو بیان کیا گیا۔ احادیث رسول ﷺ سے انبیاء علیہ السلام کے محنت اور پیشوں کا بھی واضح بیان ملتا ہے۔

ارشاد رسول ﷺ ہے:

ماا کل احد طعاماًقط خیرا من أن یا کل من عمل یدہ وان نبی اللہ داود کان یا کل من عمل یدہ (۹)

اس شخص سے جو خود اپنے ہاتھ کی محنت کی کمائی سے کھاتا ہو، بہتر کھانا کسی نے کبھی نہیں کھایا اسی لئے حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھایا کرتے تھے۔

محنت کی قدر و منزلت اور اس کی بزرگی اور احترام کے اس نظریہ کی بنیاد پر اسلام مزدور کے حق اجرت کی ادائیگی کو فرض قرار دیتا ہے چنانچہ وہ سب سے پہلے اس کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے اور جو کوئی محنت کشوں کا یہ حق دبانے کی کوشش کرے اسے اسلام ڈراتا ہے کہ ایسا کرنے والا دراصل اللہ سے لڑائی مول لیتا ہے اور اللہ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی ھریرہ عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالیٰ ثلاثہ أنا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر، ورجل باع حرافاکل ثمنہ، ورجل استاجرا اجیرا فاستوفی منہ ولم یعطہ اجرہ(۱۰)

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام کا عہد کیا اور پھر وعدہ خلافی کی۔دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا پھر کام تو اس سے پورا لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی''۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ایها الناس اتقوا الله واجملوا فی الطلب فان نفسا لن تموت حتی تستو فی رزقها وان ابطاعنها فاتقوا الله واجملوا فی الطلب خذوا ماحل ودعوا ما حرم(۱۱)

''حضرت جابر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے لوگو اللہ سے ڈرو اور (دنیا کی) تلاش میں اعتدال سے کام لو اس لیے کہ کوئی جان ہرگز نہ مرے گی یہاں تک کہ وہ اپنی روزی لے لے اگرچہ وہ روزی اس کے کچھ وقت بعد ملے اس لیے اللہ سے ڈرو اور طلب دنیا میں اعتدال سے کام لو حلال حاصل کرو اور حرام چھوڑ دو'

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

قال رسول الله ﷺ اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه(۱۲)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو'

اجرت کی یہ قدر و منزلت تھی جو اسلام محنت کش مزدور کو عنایت کرتا ہے۔

آقا اور غلام، مالک اور مزدور، زمیندار اور جاگیردار و کسان وغیرہ ان سب انواع میں ایک بات مشترک یہ پائی جاتی ہے کہ آقا یا مالک اپنے آپ کو برتر اور فریق ثانی کو کمتر سمجھتا ہے اور یہی تصور اسے فریق ثانی پر طرح طرح کی زیادتیوں پر دلیر بنا دیتا ہے اور اسلام نے اسی برتری کے تصور پر کاری ضرب لگائی ہے اور ان کے حقوق متعین کیے چنانچہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

قال رسول الله ﷺ ان اخوانکم خولکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم ما یغلبهم فان کلفتموهم ما یغلبهم فأعینوهم(۱۳)

''تمھارے غلام بھی تمھارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمھاری ماتحتی میں دے

رکھا ہے اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو"۔

اسوۂ انبیاء اور محنت:

معاشی جد و جہد انبیاء کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں قرآن مجید میں انبیاء کرام کی محنت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے بنانے کی صنعت سکھائی اور لوہے کو اس لئے نرم کر دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِى السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا(۱۴)

"اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زر یں بنا اور کڑیوں کو اپنے اندر زرے سے جوڑ واور نیک عمل کرو"۔

اسی طرح حضرت خضر کی جسمانی محنت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح سے ہے:

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا(۱۵)

"پھر ان دونوں (خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ علیہ السلام) نے ایک دیوار کو دیکھا تو گرنے والی تھی پھر اس کو (حضرت خضر علیہ السلام) نے درست کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے ایسا کرنا چاہا تو اس پر اجرت لینا"۔

حضرت ادریس جو کہ حضرت نوح کے جد امجد تھے درزی کا کام کیا کرتے تھے سب سے پہلے انھوں نے ہی کپڑا سیا ہے اور سلا ہوا کپڑا سب سے پہلے انھوں نے ہی پہنا ہے ان سے قبل لوگ حیوانات کی کھالیں پہنا کرتے تھے کتابت اور قلم حساب ترازو، پیمانہ اور ہتھیار کے موجد بھی وہی ہیں۔(۱۶)

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا(۱۷)

"اور اے نوح ایک کشتی تیار کرو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق"

گویا حضرت نوح وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ نے دستکاری سکھائی تاکہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کر سکیں۔

كان داود د زراً، وكان آدم عليه السلام حراثاً، وكان نوح عليه السلام نجاراً وكان ادريس خياط وكان موسى عليه السلام راعياً.(۱۸)

''حضرت داؤد زرہ بناتے تھے، حضرت آدم علیہ السلام کاشت کاری کرتے تھے۔حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے''۔

مزید ارشاد نبویﷺ ہے:

عن أبی هريرة ان رسول الله ﷺ قال كان زكريا نجاراً(۱۹)

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت زکریا بڑھئی تھے''

حضورﷺ نے بھی بچپن میں بکریاں چرائیں اس کے متعلق صحیح بخاری میں روایت اس طرح درج ہے۔

عن أبی هريره عن النبیﷺ مابعث الله نبياً الا رعى الغنم.فقال أصحابه وأنت؟فقال نعم كنت ارعاها على قراريط لأهل مكة(۲۰)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں اس پر صحابہ نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائیں ہیں؟ فرمایا کہ ہاں کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط (مکہ کا سکہ) کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا''۔

اس لیے انبیاء کی زندگی میں بھی کامیابی کا جوراز تھا وہ محنت سے ہی حاصل شدہ تھا۔اور وہ اپنی زندگیوں میں اپنے مقاصد کے حصول اور ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے محنت کا سہارا لیا کرتے تھے۔

تسخیر کائنات اور محنت:

قرآن مجید کی متعدد آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں موجود ہر شے کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو محنت کرنے کے لئے مواد کائنات کی شکل میں عطا کر دیا ہے۔کائنات کی اشیاء سے فائدہ اٹھانے کے لئے انسان کو عقل و دانش جیسی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔اسی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ

نِعۡمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (۲۱)

''کیا تم لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خدا ہی نے تمہارے تابع بنایا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں''۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

هُوَالَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِیۡ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ (۲۲)

''وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے آرام کی جگہ بنایا تو اس کے اطراف وجوانب میں چلو پھرو اور اس کی روزی کھاؤ''۔

اللہ تعالی کی بے شمار نعمتیں اس کائنات میں بکھری پڑی ہیں۔ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس انسان کو گہری بصیرت اور فکر وعمل سے کام کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے حصول کے لیے سعی بھی کرنا پڑے گی جس کو محنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

معاشی جدوجہد اور محنت:

خالق کائنات نے دن کو روشن بنانے کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ دن کی روشنی میں انسان اپنی معاش حاصل کرے۔اس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَجَعَلۡنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبۡصِرَةً لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُم (۲۳)

''اور ہم نے دن کی نشانی (سورج) کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو''۔

حضور ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ سے ثابت کیا ہے کہ محنت کی کمائی میں کس قدر برکت ہے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ کے مختلف ارشادات سے اس کی تصدیق اس طرح واضح ہوتی ہے۔

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ إن أطیب ما أکل الرجل من کسبه (۲۴)

''حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ بہترین کمائی وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کمائے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ التاجر الامین الصدوق المسلم مع

الشهداء یوم القیامة(۲۵)

''حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان، سچا، امانت دار تاجر روز قیامت شہداء کے ساتھ ہوگا''۔

صرف یہی نہیں کہ آپ ﷺ گھر سے باہر صحابہ کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے، بلکہ آپ ﷺ اندرون خانہ بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ تعاون کرنے سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے دیکھنے والوں کا بیان ہے۔

کان یخدم نفسه(۲۶)

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے کام انجام دیتے تھے۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں بار بار تدبر وتفکر، حصول رزق اور محنت وکوشش کا تذکرہ ملتا ہے۔ گویا دن اور رات کے تبدل کو بھی ذریعہ معاش تصور کیا جاتا ہے اور یہ بات واضح طور پر کہی جاسکتی ہے کہ کسی بھی چیز کا حصول بغیر سعی اور محنت کے ممکن نہیں ہوتا اس لیے معاش کے جہاں جائز ذرائع کی تعلیم دی گئی وہیں اس کے حصول کے لیے کوشش کو لازم وملزوم تصو کیا جاتا ہے جو کہ زندگی کی اساس اور منشاء خداوندی ہے۔

صحابہ کرام اور محنت:

صحابہ کرام محنت مزدوری کرنے، اپنے ہاتھ سے کمانے اور رزق حلال کے حصول کے لیے ہر قسم کی محنت و مشقت کرتے تھے اور مختلف پیشوں اور ذرائع سے روزی حاصل کرتے تھے، مثلاً:

۱۔	حضرت خباب بن ارتؓ	لوہار تھے
۲۔	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	بکریاں چراتے تھے
۳۔	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	تیر ساز تھے
۴۔	حضرت زبیر بن عوامؓ	درزی تھے
۵۔	حضرت بلال بن رباحؓ	گھریلو ملازم تھے
۶۔	حضرت سلمان فارسیؓ	حجام تھے
۷۔	حضرت عمرو بن العاصؓ	قصاب تھے
۸۔	حضرت ابوبکر صدیق ؓ	کپڑے کا کاروبار کرتے تھے(۲۷)

الغرض قرآنی تعلیم، اسوہ حسنہ اور صحابہ کرام کی محنت کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان پہلی صدی کی ابتداء ہی میں

معاش کی طلب اور دین کی تبلیغ کے لئے دور دور تک نکلے تھے۔ ان کی نوآبادیاں مشرق میں چین (۲۸)، جاوا (۲۹)، سماٹرا (۳۰) لنکا و ہندوستان تک تھیں۔ تو دوسری طرف براعظم افریقہ میں مصر (۳۱)، طرابلس (۳۲)، تونس (۳۳)، مراکش (۳۴)، الجزائر (۳۵)، اور حبش (۳۶) وغیرہ تک پھیل گئیں تجارت اور ملازمت کے ساتھ ساتھ دین کی تبلیغ بھی کرتے تھے۔ خود ہندوستان میں مسلمان فاتحانہ حیثیت میں داخل ہونے کے بعد جنوبی ہند میں تاجرانہ حیثیت سے آچکے تھے۔ (۳۷)

اجرت کا لغوی اور اصلاحی مفہوم:

معاشی اصطلاح میں اجرت سے مراد وہ صلہ ہے جو ایک انسان اپنی دماغی کاوش یا جسمانی محنت کے عوض حاصل کرتا ہے۔ یہ صلہ زر کی صورت بھی ہوسکتا ہے اور اشیاء کی صورت میں بھی۔ تاہم عموماً اجرت زر کی صورت میں ہوتی ہے۔

اجرت کی دو اقسام ہیں:

۱۔ زری اجرت

۲۔ حقیقی اجرت

زری اجرت سے مراد وہ معاوضہ ہے جو کسی محنت کار کو زر یعنی روپے پیسے کی شکل میں ملتا ہے۔

حقیقی اجرت سے مراد وہ تمام اشیاء وخدمات ہیں جو ایک مزدور اپنی محنت کے صلہ میں حاصل کرتا ہے اس میں تنخواہ کے علاوہ حاصل ہونے والی دیگر سہولتیں اور رعایتیں شامل ہیں۔

عربی لغات میں اجرت اجرا واجارۃ کے الفاظ میں استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی اس طرح سے ہیں۔

اعطاه الشئ بأجرة (۳۸)

''کوئی ایسی شے جو مزدور کو اس کی محنت کے بدلے میں دی جائے۔''

المعجم الوسیط میں ہے:

الإجارة الاجرة على العمل و مقدبدر على المنافع بعوض (۳۹).

اجارہ سے مراد وہ معاملہ جو کسی منفعت کے عوض کیا جائے اور اجارۃ اس عمل کے بدلہ کا نام ہے۔

لسان العرب میں مذکور ہے:

''............**مأأعطيت من اجر**'' (۴۰)

اجارۃ: ''جوکسی کو بدلہ میں دیا جائے۔''

ابن فارس کے مطابق:

"والا جارۃ ما أعطیت من أجر فی عمل" (۴۱)

اجارۃ جومحنت کے بدلے میں دیا جائے۔

۱۔ فرہنگ آصفیہ میں درج ہے:

اجرت: اسم موٴنث، کام کا عوض، مزدوری، اجورہ (۴۲)

۲۔ اردو لغت تاریخی اصول کے مطابق:

''اجرت کا معنی، حق محنت، مزدوری، مسئلہ خدمت، کرایہ اور معاوضہ استعمال مراد ہے''۔ (۴۳)

اردو میں تو لفظ اجارہ ٹھیکے کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن فقہاء کی اصطلاح میں نوکری، مزدوری، ہنرمندی اور کرایہ داری سب کے لیے اجارہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (۴۴)

ان تمام تعریفات کی روشنی میں یہ کہا سکتا ہے کہ اجرت سے مراد وہ معقول معاوضہ جو اجیر کو محنت، خدمت یا مزدوری کے عوض دیا جاتا ہے۔

۴۔ اجرت کی اصطلاحی تعریف:

ڈاکٹر یوسف الدین نے اجرت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ وہ زر کی ایک ایسی مقدار ہے جو معاہدہ کے تحت آجر، مزدور کو اس کی خدمات کے معاوضہ میں ادا کرتا ہے۔ (۴۵)

مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں معیار اجرت کی ممکنہ صورتیں یہ ہیں جن میں سے کسی ایک کو بنیاد بنا کر اجرتوں کا تعین کیا جانا ضروری ہے۔

۱۔ کام کے لحاظ سے اجرت

۲۔ مہارت ومشقت کے اعتبار سے اجرت

۳۔ کارکردگی کی بنیاد پر اجرت (۴۶)

الغرض کہ انسان اپنی محنت کا جوصلہ پاتا ہے اس کو اجرت کہا گیا ہے۔

شریعت اسلامی نے معاہدہ اجرت کو اجیر (مزدور) اور آجر (مالک) کے درمیان باہمی معاہدہ کی حیثیت

سے تسلیم کیا ہے اور از روئے قرآن وسنت اور اجماع صحابہؓ وفقہاء کرام نے اجارہ کو لازم ٹھہرایا ہے۔

قرآن کریم سے اجرت کا ثبوت:

قرآن مجید میں اجارہ واجرت کا ثبوت وہ آیات ہیں جن میں شیخ مدین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان اجارہ وگلہ بانی کو بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

اِنِّیٓ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰٓی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ(۴۷)

''میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک تمہارے نکاح میں دے دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو۔''

یعنی اس شرط پر کہ تو میرا اجیر ہو یا اس شرط پر کہ تو میرے نکاح کر دینے کے عوض آٹھ سال تک میری بکریاں چرائے۔ نیز قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کا یہ قول نقل ہے۔

قَالَتۡ اِحۡدٰهُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ(۴۸)

''ان دو میں سے ایک لڑکی بولی اے ابا! ان (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہی ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔''

اسی طرح قرآنی تعلیمات میں بھی اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش اور روزی تلاش کرنے کے بدلے میں انسان محنت کی طرف راغب ہوتا ہے اور محنت کے بدلے میں انسان کو اجرت کے طور پر محنت کا پھل ملتا ہے۔

ایک مقام پر قرآن مجید میں دودھ پلانے والی (دایہ) کے کرایہ پر لینے کے بارے میں فرمایا:

وَاِنۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ فَلَاجُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ(۴۹)

''اور اگر تم لوگ اپنے بچوں کو (کسی اور سے) (دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَکُمۡ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ (۵۰)

''پھر وہ عورتیں تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو تم ان کو اجرت ادا کرو۔''

اس طرح ہمیں ان قرآنی آیات سے بھی اجرت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

اجرت اور احادیث مبارکہ:

اجرت کے بارے میں حضورﷺ کے اقوال متعدد احادیث اور کتب احادیث میں موجود ہیں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے

واستاجر نبیﷺ و أبوبکرؓ رجلاً من بنی الدیل ثم من بنی عبد بن عدی هادیا خریتا وهو علی دین کفار قریش فأمناه فدفعا الیه راحلتیهما و واعداه غار ثور بعد ثلاث لیال فاتهما براحلتیهما صبیحة لیال ثلاث فارتحلا و انطلق معهما عامر بن فهیرة والدلیل الدیلی فأخذ بهم اسفل مکة وهو طریق الساحل(۵۱)

''نبی کریمﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا اور وہ بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا اور وہ کفار قریش کے ہی دین پر تھا لیکن آپﷺ اور ابو بکر کو اس پر بھروسہ تھا اس لیے اپنی سواریاں انھوں نے اسے دے دیں اور غار ثور پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تاکید کی تھی وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس دیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے یہ شخص ساحل کے کنارے سے لے کے آپ کو چلا تھا''۔

چنانچہ اس حدیث کو بھی اجارہ کے جواز پر دلیل بنایا جا سکتا ہے۔

اسلام مزدور کو اس کا پورا حق دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی دباؤ اور جبر کے بغیر کام کی اجرت طے کرے اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر آجر اس پر اجرت کے سلسلے میں ناروا دباؤ ڈالے یا کم اجرت پر مجبور کرے تو وہ کام چھوڑ دے۔ اسی لیے حضورﷺ نے آجر کو حکم دیا کہ مزدور سے کام لینے سے قبل اس کی اجرت اسے بتا دی جائے۔ آپﷺ کا ارشاد ہے:

ومن استاجر أجیر فلیعلمه أجره(۵۲)

''جو شخص کسی مزدور کو اجرت پر رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اسے اس کی اجرت سے مطلع کر دے''۔

ان رسول اللهﷺ نهی عن استیجار الأجیر حتی یبین له أجره(۵۳)

''رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے کہ اجیر کو اس کی اجرت طے کیے بغیر کام پر لگایا جائے''

اس لیے ضروری ہے کہ جب بھی کسی مزدور سے کام کرایا جائے کم بتانے سے پہلے اس کی مزدوری اس کو بتادی جائے۔ یا پھر یہ وضاحت بھی کر دینی چاہے کہ آپ جس درجے کی محنت کرو گے آپ کو معاوضہ، اجرت بھی اسی کے حساب سے کی جائے گی اور اس کی نوعیت کی وضاحت بھی اور اجرت کا تعین بھی کر دینا چاہے۔

اجیر کی تعظیم اور اسوۂ رسول ﷺ:

احادیث نبویؐ کی رو سے کسب حلال کا حکم اور محنت و مزدوری کی تعلیم دی ئی ہے اور اہل اسلام نے ہمیشہ مزدور کو وہ احترام دیا جو دنیا میں کسی بھی قوم میں انہیں حاصل نہ تھا۔ خود حضور ﷺ مزدور افراد کی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے منقول وہ روایات بھی ہیں جن کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے چنانچہ چند واقعات کا تذکرہ اس طرح سے ہے:

ایک بار ایک قصاب نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی آپ ﷺ نے قبول فرمالی(۵۴)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ایک خیاط (درزی) نے آپ ﷺ کو کھانے پر مدعو فرمایا آپ ﷺ نے بھی اس کی دعوت کو شرف قبول عطا کیا اس واقعہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

سمع أنس: أن خياطاً دعا النبی ﷺ لطعام صنعه، فذهبت مع النبی ﷺ فقرب خبز شعيرو مرقاً فيه دبّآء وقديد، فرأيت النبی يتبع الاباء من حوالی القصعة فلم أزل أحب الدباء بعديو مئذٍ(۵۵)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک خیاط نے کھانے پر مدعو کیا اس موقعہ پر میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ یہ اس نے آپ ﷺ کے لئے روٹی اور سالن تیار کیا۔ جس میں کدو اور گوشت تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں ڈھونڈ کر کدو تناول فرمارہے ہیں۔ تو میں اسی سے کدو کھانے لگا''۔

ایک اور مقام پر یہ روایت بیان ہوئی ہے:

حجم أبو طيبة النبی ﷺ، فأمر له بصاع أو صاعين من طعام و كلم مواليه وخفف عن أهله أو قريبته(۵۶)

''ایک بار ایک حجام ابوطیبہ نے آپ ﷺ کی حجامت کی تو آپ نے اس کو کھجوروں کا ایک

صاع مرحمت فرمایا اور اس کے اہل خانہ سے خراج میں تخفیف کا حکم دیا۔''

سیرت طیبہ کے ان روشن واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں محنت کش افراد کا مقام کس قدر بلند ہے۔ اور محنت کو ہی انسان کی زندگی کا معیار مقرر کیا گیا ہے اور یہ کہ انسان جس کام کی جدوجہد کرے گا وہ اس کو پالے گا اور محنت انسان کی دینی اور دنیاوی کامیابی کا سبب بن جائے گی۔

مفت خوری اور کام چوری کی حرمت:

جس طرح طے شدہ معاوضہ کے مقابلے میں کام چوری گناہ اور زیادتی کا کام ہے بالکل اسی طرح محنت کے مقابلہ میں مالک سے زیادہ اجرت کا مطالبہ کرنا اور اسے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنا بھی زیادتی ہے دور فاروقی کا ایک واقعہ ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام ابولؤلؤ فروز نامی تھا جو ایک ماہر صناع (کاریگر) تھا اس نے سیدنا عمر کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا کہ میرے مالک (سیدنا مغیرہ) نے مجھ پر یومیہ ادائیگی زیادہ عائد کر رکھی ہے آپ کم کرادیجئے سیدنا عمر نے پوچھا کہ تمہاری یومیہ ادائیگی کیا ہے تو اس نے جواب دیا دو درہم روزانہ پھر آپؓ نے پوچھا کہ تم کیا کچھ کام جانتے ہو؟ اس نے کہا نجاری، نقاشی اور آہن گری جانتا ہوں آپ نے فرمایا تمہاری مہارت کے مقابلہ میں یہ ادائیگی کچھ زیادہ نہیں ہے اور اس کا مقدمہ خارج کر دیا۔ (۵۷)

اجرتوں کے تعین کے نظریات:

اجرتوں کے تعین کا مسئلہ اہم بھی ہے اور پیچیدہ بھی۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے مختلف ماہرین معاشیات نے مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔

اجرت کا نظریہ طلب ورسد:

اجرت کا تعین طلب ورسد کے قانون کے مطابق نہیں ہوسکتا کیونکہ مزدور انسان ہے اور انسان بکاؤ مال نہیں۔

نظریہ محنت پیداوار:

یعنی کسی کام میں لگنے والا آخری مزدور جتنی مالیت کی چیز پیدا کرتا ہے اس کی قیمت کے برابر مزدور کی اجرت ہوگی۔

نظریہ کم از کم اجرت:

یعنی حکومت خود کم از کم اجرت کا تعین کر دیتی ہے خواہ اس اجرت پر اس کا گزر بسر ہو یا نہ ہو۔

یہ بات واضح رہے کہ اس وقت پوری دنیا میں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے ILO(International Labour Organization) کے تیار کردہ قوانین محنت نافذ ہیں۔

اسلام نے کام کی نوعیت، مشقت اور مزدور کی محنت اور مہارت کو بنیاد بنا کر اجرت متعین کرنے کا اصول دیا ہے جبکہ Traditional Economic کے ماہرین اجرت کا دارومدار مزدوروں کی طلب و رسد پر رکھا ہے یعنی اگر مزدوروں کی تعداد زیادہ اور ضرورت کم ہو تو اجرت کم ہوگی اگر مزدوروں کی تعداد کم اور ان کی ضرورت زیادہ ہو تو اجرت زیادہ ہوگی۔

اجرت کے اصول:

جب کوئی ماہر معاشیات اجرتوں کا کوئی اصول مرتب کرتا ہے تو وہ ایک ایسی خیالی تصویر یا نقشہ بنانے کی کوشش کرتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اجرتوں یعنی قوت محنت کی قیمت کا دوسری قیمتوں سے اور معاشی کمیتوں سے کیا رشتہ ہے۔ وہ ایک ایسی تصویر بنا رہا ہوتا ہے جس میں رشتے اس طرح ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ اجرتوں کے اصول کے بارے میں بعض مفکرین کا خیال ہے کہ مزدوری کی طلب و رسد اس قدر پیچیدہ ہے اور وہاں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے والی قوتوں کا اتنا الجھاؤ کہ کوئی سادہ اصول ایسے تخمینے بر آمد نہیں کر سکتا جس سے مسائل حل ہو سکیں۔ (۵۸)

اجرتوں کے روایتی اصول:

اجرتوں کے روایتی اصول بیشتر بے لوث قسم کے ہیں۔ یعنی ان میں اجرت متعین کرنے والے عوامل کا ایک سادہ اور قطعی بیان ملتا ہے مثلاً غیر معمولی حالات سے قطع نظر اجرتوں کو بازار محنت میں دخل اندازی کر کے مستقل طور پر نہیں بدلا جا سکتا ہے۔ ان قوانین کو دو قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ قوانین کی وہ قسم جن میں اجرتوں کا تجزیہ ان عوامل کے لحاظ سے کیا گیا ہے جو قوت محنت کی رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ واقعتاً یہ وہ اصول ہیں جن کو مصنفین مصارف پیداوار کے اصول اجرت کہا جاتا ہے۔

۲۔ قوانین کی دوسری قسم وہ ہے جن کے مطابق اجرتیں بنیادی طور سے ان عوامل سے متعین ہوتی ہیں۔ جن سے اجروں کی طلب محنت متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً سرمائے کی اسید اور محنت کی پیداوری۔ (۵۹)۔

بنیادی طور پر یہی دو اصول ہیں جن پر اجرت کا نظام کا انحصار ہے۔

تعین اجرت کا اسلامی طریقہ:

وقت حالات زمانہ کی ترقی تمدن کا ارتقاء اور عرف عام میں ہع دور میں تبدیلی ہوتی ہے اس لیے متغیر احوال میں کسی ایک دور کے حالات کے پیش نظر اجرت کا قطعی تعین غیر ضروری بھی تھا اور ناممکن بھی اس لیے اسلام نے تسعیر (نرخ) کی طرح اجرت کے حتمی تعین کا فیصلہ خود کرنے کی بجائے حالات وواقعات کی روشنی میں معاشرے کے مجموعی مزاج پر چھورا اگر اجرت کی مقدار منصوص نہیں بلکہ استنباطی اور اجتھادی حکم ہے تاہم متعین اجرت کے بنیادی قواعد وضوابط عطا کر دیے۔

۱۔ اجرت کا تعین عدل وانصاف کی رو سے جائز ہو

۲۔ اخوت وروا داری کو ملحوظ رکھا جائے ۳۔ محنت کی حوصلہ افزائی ضرور کی جائے

۴۔ سرمایہ کی نسبت محنت کو زیادہ تحفظ دیا جائے

۵۔ تبدیلی حالات اور تمدنی ارتقاء کی روشنی میں اجرتوں پر نظر ثانی ہوتی رہنی چاہیے

۶۔ اجرت کے تعین میں مزدور کی مہارت، دیانت اور ضرورت کو بھی ملحوظ رکھا جائے

۷۔ مزدور سے کام کی نوعیت وقت اور اجرت طے کرنے کے بعد اسے کام پر لگایا جائے۔احسن احسب یہ ہے کہ معاہدی تحریری ہو اور اس پر گواہ بھی ہوں۔

iii۔ اجرت کی ادائیگی کے طریقے:

مزدوروں کے لیے سب سے اہم مسئلہ ان کے معاوضے کی بروقت ادائیگی ہے اسلام اس کی بھرپور ضمانت دیتا ہے اور آجر کو اسلام کا حکم ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کردی جائے۔

عن ابی هریره قال قال النبیﷺ اعطی الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه(٦٠)

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مطل الغنی ظلم(٦١)

''مالدار کا حق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے''۔

ہندوستان اور پاکستان میں اجرت کی ادائیگی کی مختلف نوعتیں ہیں جو اس طرح سے ہیں:

۱۔ کارخانوں کی سطح پر:

کارخانوں میں جہاں مزدوروں کی بڑی بڑی جماعتیں مل کر کام کرتی اور اجرت وقت کے حساب سے ملتی ہے۔

۲۔ گھریلوں صنعتوں کی سطح پر:

گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں میں اجرت بالعموم کام کی مقدار کے مطابق دی جاتی تھی بعض صورتوں میں اجرت کے متعلق خاص معاہدہ ہو جاتا تھا۔

بعض وقت کم از کم مقدار اجرت مقرر کر دی جاتی تھی اور کام اچھے ہونے کی صورت میں اجرت میں بھی اضافہ کر دیا جاتا اگر مزدور کا تمام کنبہ مل کر کام کرتا تو سب کو مجموعی طور پر اجرت دی جاتی تھی۔(۶۲)

1۔ اجرت کے ریٹس:

اگر یہ مزدور، کم از کم اجرت یا اتنی اجرت جو اسطرح کے دوسرے مزدوروں کو عام طور پر ملتی ہے، لے رہا ہے تو وہ جبری مشقت انجام نہیں دے رہا۔ مزید یہ کہ اگر کسی مزدور کا آجر اسکی اجرت میں سے زیادہ کٹوتیاں کر رہا ہے تو وہ بھی جبری مشقت کے زمرے میں آئے گا۔

2۔ کیا اس کی اجرت براہ راست اسے ہی دی جاتی ہے یا کوئی اور شخص اسکی اجرت وصول کر کے اپنے پاس رکھ لیتا ہے؟

3۔ اوقات کار:

کیا اسکے روزانہ کے اوقات کار قانون کے مطابق ہیں (یعنی آٹھ گھنٹے روزانہ اور اڑتالیس گھنٹے ایک ہفتہ میں)۔ اگر اسکا آجر اسے قانون میں دیئے گئے اوورٹائم کے گھنٹوں سے اوپر کام کرنے کیلیئے مجبور کر رہا ہے تو یہ بھی جبری مشقت ہے۔

4۔ نقل و حرکت اور پیشے کی آزادی:

کیا وہ مزدور اپنی مرضی سے (نوٹس دینے کے بعد) یہ کام چھوڑ سکتا ہے اور کسی اور جگہ جا کر اپنی مرضی سے کوئی نیا پیشہ اختیار کر سکتا ہے؟

5۔ کاروبار اور تجارت کی آزادی:

کیا وہ مزدور اپنی اور اپنے خاندان کی محنت سے پیدا کردہ مصنوعات کو مارکیٹ میں اور مارکیٹ کے بھاؤ پر بیچ سکتا ہے؟

6۔ کیا وہ مزدور کسی پیشگی یا قرضہ جاتی غلامی کے تحت کام کر رہا ہے کیونکہ پیشگی لینے یا دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر اس سے قرضہ جاتی غلامی اور جبری مشقت پیدا نہ ہو۔اور مزدور عام طور پر اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنے آجروں سے پیشگی کے طور پر رقم لیتے ہیں لیکن ہر پیشگی سے جبری مشقت پیدا نہیں ہوتی۔

خلاصہ بحث:

اسلام ایک دین فطرت ہے اس نے انسان کو معاشی جدوجہد کا حکم دیا ہے۔معاشی جدوجہد کے اس عمل کو انبیاء کرام نے بھی سرانجام دیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعے دنیا کے سامنے محنت کی عظمت کو اجاگر کیا۔اور اجرت کے تصور کو بھی واضح کر دیا جہاں ہمیں انسانی مشیت میں محنت کا تصور ملتا ہے وہیں اجرت بھی محنت کے ساتھ لازم وملزوم تصور کی جاتی ہے۔گویا دور جدید میں بھی انسان اپنی زندگی گزارنے کے لیے محنت کا سہارا لیتا ہے اور محنت کے ذریعے اپنا ذریعہ معاش پیدا کرتا ہے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت اور معاش کا آپس میں گہرا تعلق ہے اسلامی تعلیمات میں بھی ہمیں واضح طور پر اس کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

دور جدید میں محنت کرنے والے مزدور کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مزدور سے زیادہ محنت کروا کے اس کی خداداد صلاحیتوں سے بے جا فائدہ اٹھا کر اس کے معاوضہ کو حتی الامکان کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا پھر دوسری طرف اوقات کار سے زیادہ مزدور سے کام لیا جاتا ہے اس لے کسی بھی انسان سے زیادہ محنت کروا کر اس کو کم معاوضہ دیا جاتا ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے میں قابل قبول تصور نہیں کیا جاتا جونکہ ہم ایک اسلامی معاشرے کو ماننے والے ہیں اور جس ریاست میں ہم رہ رہے ہیں اس کو اسلامی ریاست کا نام دیا جاتا ہے اس لیے اس میں ایک ایسا نظام موجود ہو جو انسان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہو اور مناسب رہائش اور بے روزگاری سے تحفظ حاصل ہو مگر اب تک ہم ایسا معاشرہ قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاستی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اسلام کے بنیادی اصولوں سے رہنمائی لی جائے اور محنت واجرت کے نظام کو از سر نو دیکھا جائے تا کہ اہل لوگوں کو محنت کے مناسب مواقع دیے جائے اور جو لوگ محنت کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو منوار ہے ہیں ان کی اجرت کا مناسب انتظام کیا جائے تا کہ معاشرے سے بے روزگاری اور استحصال کا خاتمہ کر کے ایک خوشحال معاشرے کی بنیاد ڈالی جا سکے۔

حوالہ جات

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ج ۴، ص ۴۲۵

۲۔ برنی الیاس، محمد، اصول معاشیات، دکن جامعہ عثمانیہ، ۱۹۳۵، ص ۷۶

۳۔ ہارلیس بیل، لاز آف ویلتھ (قوانین دولت)، مترجم غلام الحسنین، رفاہ عامہ پریس لاہور، ۱۹۰۴ء، ص ۵

۴۔ بلد: ۴

۵۔ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶

۶۔ المدثر: ۳۸

۷۔ الجمعہ: ۱۰

۸۔ مزمل: ۲۰

۹۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مترجم محمد داؤد راز، مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند، ۲۰۰۴، ، **کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عمله بیده**، ج ۳، ص ۲۸۶، حدیث نمبر: ۲۰۷۲

۱۰۔ امام بخاری، **کتاب الاجارہ، باب اثم من منع اجر الاجیر**، ج ۳، ص ۴۱۵ حدیث نمبر ۲۲۷۰

۱۱۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مترجم مولانا محمد قاسم، مکتبۃ العلم لاہور، **کتاب التجارات، باب الاقتصاد فی طلب المعیشة**، ج ۲، ص ۱۲۹، حدیث نمبر ۲۱۴۴

۱۲۔ امام بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، **السنن الکبری**، دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء، ج ۹، ص ۴۲

۱۳۔ امام بخاری، صحیح بخاری، **کتاب العتق، باب قول النبی ﷺ العبید اخوانک فاطعموهم مما تاکلون**، ج ۴، ص ۵۷، **حدیث نمبر ۲۵۴۵**

۱۴۔ السباء: ۱۱-۱۰

۱۵۔ الکھف: ۷۷

۱۶۔ محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، مکتبہ عثمانیہ لاہور ۱۹۸۲ ج ۴، ص ۵۰۵

۱۷۔ سورہ ہود آیت نمبر ۳۷

۱۸۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح بخاری، **کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعمل بیده، (قوله لا یکل الا من عمل یده)**، ج ۴، ص ۲۸۷، حدیث نمبر ۲۰۷۴

۱۹۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، **کتاب البیوع، باب الصناعات**، ، ج ۲، ص ۱۳۱، حدیث نمبر ۲۱۵۰

۲۰۔ امام بخاری، کتاب الاجارة، باب رعی الغنم علی قراریط، ج۳،ص۴۰۵،حدیث نمبر۲۲۶۲

۲۱۔ لقمان:۲۰

۲۲۔ الملک:۱۵

۲۳۔ الاسراء:۱۲

۲۴۔ امام نسائی،عبدالرحمٰن احمد بن شعیب،سنن نسائی،مترجم مولانا خورشید حسن قاسمی،مکتبۃ العلم لاہور، کتاب البیوع، باب الحث علی الکسب، ج۳،ص۲۴۹،حدیث نمبر۴۴۵۶

۲۵۔ ابن ماجہ،ابوعبداللہ محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،مترجم مولانا محمد قاسم،مکتبۃ العلم لاہور، کتاب البیوع، باب الصناعات،،ج۲،ص۱۳۱،حدیث نمبر۲۱۳۹

۲۶۔ عیاض قاضی،الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،دارالفکر بیروت۲۰۰۲ء،ص۵۸

۲۷۔ سید محمد سلیم،اسلام کا نظام تعلیم،ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور۱۹۹۳ء،ص۵۴

۲۸۔ چین۔رقبہ(۳۸،۰۰م م) مشرق میں روس اور جمہوریہ چین کے جنوب مغرب میں مقبوضہ کشمیر اور پاکستان جنوب میں بھارت، برما،تھائی لینڈ، ہائی نان بروان جزیرے کے ساحل میں۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا،ص:۱/ ۵۲۷)

۲۹۔ جاوا: انڈونیشا کا شہر، سیاسی، اقتصادی مرکزی سماٹرا کے جنوب میں واقع ہے۔محققین کے خیال میں جاوا ابتدائی انسان کا مسکن تھا۔(اردوانسائیکلوپیڈیا،ص:۱/۴۵۴)

۳۰۔ سماٹرا: بحرہند میں انڈونیشا کا جزیرہ، جاوا کے شمال مغرب میں واقع ہے۔سماٹرا ہندوسلطنت کا مرکز تھا۔اس کے بعد اس کی بالادستی ختم ہوئی طاقت کا مرکز جاوا منتقل ہوا۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا،ص:۸۷۷)

۳۱۔ مصر: مشرق وسطی کے عرب ممالک کا سب سے بڑا شہر اور طاقتور ملک رقبہ(۲۔۸۶۱م م)۱۹۵۲میں جمہوریہ طرز کی حکومت ہوئی بڑے شہروں میں اسکندریہ، غزا،مشہور رہی۔نیل ملک اک سب سے بڑا دریا ہے۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا،ص:۲/۱۵۷۲)

۳۲۔ طرابلس: شہر قدیم شمالی لبنان میں واقع ہے۔بحیرہ روم کے کنارے بندرگاہ۷۰۰ق م میں آباد ہوئے ۱۴۸۹ میں اس کو سلطان مصر نے مسخر کیا۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج۲،ص:۱۹۲۹)

۳۳۔ تونس، سرکاری نام جمہوریہ تونس، شمالی افریقہ میں بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ایک ملک ہے۔یہ اُن ممالک میں شمار کیا جاتا ہے جو کوہ اطلس کے گردونواح میں واقع ہیں۔اس کی سرحدیں مغرب میں الجزائر اور جنوب مشرق میں لیبیا سے ملتی ہیں۔ملک کا تقریباً چالیس (40%) فی صد حصہ صحرائے اعظم پر مشتمل ہے جبکہ زیادہ تر باقی ماندہ علاقہ زرخیز زمینوں اور اس کے علاوہ تقریباً (1300) تیرہ سو کلومیٹر طویل ساحلی علاقوں پر مشتمل ہے۔اردو

میں انگریزی کے زیر اثر اسے تیونس کہہ دیا جاتا ہے جو غلط ہے، ملک کا اصل نام تونس ہے۔

۳۴۔ مراکش: شمالی مغربی افریقہ کا ایک ملک دارالحکومت رباط، حضرت عقبہ بن نافع، موسیٰ بن نصیر اسے ۶۰۰ء میں مسخر کیا۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا:ص:۱/ ۳۹۹)

۳۵۔ الجزائر: شہر الجزائر، شمالی افریقہ، بحیرۂ روم کی طویل ساحلی پٹی اور تل کے زرخیز اور گنجان آباد علاقے کے درمیاں واقع ہے۔ساتویں صدی میں یہاں اسلام آباد، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج ۲،ص ۲۰

۳۶۔ حبش: افریقی سلطنت رقبہ (۰۰، ۵۷، ۴م م) دارالحکومت اویس ابابہ صحراؤں اور پہاڑی سطح مرتفع پر مشتمل ہے حضرت سلیمان کے بڑے بیٹے نے جو سبا کی ملکہ کے بطن سے تھی اس کی بنیاد رکھی۔(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج ۱،ص ۵۳۵

۳۷۔ یوسف الدین، ڈاکٹر، اسلام کے معاشی نظریے، جامعہ ابراہمیہ دکن، ۱۹۵۰، ج ۱،ص ۲۲۰، ۲۲۱

۳۸۔ اصفہانی ابوالقاسم الحسین بن محمد راغب امام، مفردات القرآن، ص ۱۰

۳۹۔ المعجم الوسیط، دار احیاء التراث العربی، ص ۲

۴۰۔ ابن منظور، افریقی، لسان العرب بیروت دار اصادر الطباعۃ والنشر ۱۹۵۶، ج ۴، ص ۱۱

۴۱۔ زکریا، الحسن احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دارالکتب العلمیہ ایران، سن ندادر، ج ۱، ص ۶۲

۴۲۔ دہلوی سید احمد مولوی، فرہنگ آصفیہ، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۳، ج ۱، ص ۱۱۸

۴۳۔ اردو لغات تاریخی اصول پر، کراچی اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۲، ج ۱، ص ۱۹۳

۴۴۔ مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، دارالاشاعت کراچی ص ۱۷

۴۵۔ یوسف الدین، ڈاکٹر، اسلام کے معاشی نظریے، ج ۲، ص ۳۶۶ مزید تفصیل کے لئے اسلامی معاشیات، ص ۳۶۲

۴۶۔ مجیب اللہ ندوی، اسلامی قانون محنت واجرت، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور ص ۱۱۵

۴۷۔ سورہ القصص آیت نمبر ۲۷

۴۸۔ ایضاً آیت نمبر ۲۶

۴۹۔ سورہ البقرۃ آیت نمبر ۲۳۳

۵۰۔ سورہ الطلاق آیت نمبر ۶

۵۱۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مترجم محمد داؤد راز، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ۲۰۰۴، کتاب الاجارۃ، باب استیجار المشرکین عند ضرورۃ، ج ۳، ص ۴۰۷، حدیث نمبر ۲۲۶۳

۵۲۔ البیہقی، السنن الکبری، کتاب الاجارۃ باب لا یجوز الاجارۃ فی تکون معلومۃ و تکون الاجرۃ

معلومة، ج۲،ص۱۲۰

۵۳۔ البیہقی ،السنن الکبری، ج۹،ص۴۲

۵۴۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع ،باب ما قیل فی اللحام والجواز، ج۳،ص۲۹۰ حدیث نمبر۲۰۸۱

۵۵۔ صحیح بخاری، کتاب اطمعۃ ،باب المرق،حدیث نمبر۵۴۳۶

۵۶۔ صحیح ،امام بخاری، کتاب الاجارۃ ،باب،فریبہ العبد وتھافرائب الامار،حدیث نمبر۲۱۵۷

۵۷۔ شبلی نعمانی،الفاروق ،دارلاشاعت کراچی۱۹۹۱ء،ص177

۵۸۔ ڈاب،موریس،اجرتیں،مترجم،عبدالرشید،نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا،۱۹۷۷ء،ص:۱۱۵

۵۹۔ مورلینڈ،ڈبلیوایچ، ہندکی معاشی حالت (اکبرکی موت کے وقت) مترجم،حبیب الرحمٰن، درالطبع حیدرآباد جامعہ عثمانیہ دکن،۱۹۲۹ء،ج۱،ص۱۴۳

۶۰۔ ابوبکراحمد بن حسین بن علی البیہقی ،السنن الکبری ج۹ص۴۲

۶۱۔ البیہقی ،سنن الکبری، ج۹ص۳۹

۶۲۔ برنی الیاس،معاشیات ہند،ص۱۰۷